رجسٹرڈ نمبر ۔۔۔ ل ۲۰۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد — میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

کاکوری اخبار

پندرہ روزہ

جلد | کاکوری، پنجشنبہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۰ء مطابق ۷ ربیع الثانی ۱۳۵۹ھ | نمبر ۲

ادبیات

(غزل از سید خورشید علی صاحب بقا کاکوروی)

یہ ہر گھڑی کا غم و اضطراب بننے دے
شہر شہر دل خانہ خراب بننے دے

حسین شمع ہے جام شراب بننے دے
ہمارے ہاتھ میں یہ آفتاب بننے دے

اسے عرض شوق پہ ظالم حجاب ہے دے
مرا سوال تیرا اپنا جواب بننے دے

نظر ملائیں بھی وہ دلنوازیاں بھی کریں
مگر جو آپ ہیں ان کو شباب بننے دے

نقاب اٹ دے کہ جی بھر کے دیکھ لوں تجھ کو
دم آخر تو اتنا حجاب بننے دے

جدا جاب مجھے مستی بھری نگاہوں سے
شراب بننے دے ساقی شراب بننے دے

یہ کہہ رہی ہے نظر اٹھی مجھ سے محشر میں
گذشتہ پر گذشت اعتاب بننے دے

سنیگا کون بیاں تیرے درد کا قصہ
نہ چھیڑ اور دل خانہ خراب بننے دے

نہ چھیڑ واعظ نادان مجھے بس تو یہ
خدا کے واسطے ذکر شراب بننے دے

ہم کے پھول جو سرشار ہو کرم ان پر
ہمارے حال پہ یونہی عتاب بننے دے

تو اپنی پھیر لے آنکھیں تجھے غرض کیا ہے
خراب بنا ہو جسکو خراب بننے دے

بقا نے زہر تو کی ہے ضرور پینے سے
جو بہار ہو عہد شباب رہنے دے

معلومات

نمک کا زیادہ استعمال:- بالکل تازہ تحقیقات سے جو دنیا کی چند بیمہ کمپنیوں نے کی ہیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ متمدن اور مہذب ممالک میں کھانے کے نمک کا استعمال بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایک بالغ مرد و عورت کو اپنے جسم کیلئے پانچ گرام نمک کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اس طبی ضرورت کے علاوہ بھی لوگ خواہ مخواہ نمک زیادہ استعمال کر رہے ہیں اور اوسطاً ۲۰ سے ۳۰ گرام نمک روزانہ استعمال کرتے ہیں بہت سی مشہور بیماریاں اور اکثر نامعلوم بیماریاں بھی زیادہ نمک خوری کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔ اگر عادۃً زیادہ نمک کھایا جائے تو بہت سے امراض پیدا ہوتے ہیں اسلئے جو لوگ زیادہ نمک کھانے کے عادی ہیں وہ اپنی اس عادت میں اعتدال پیدا کریں۔

پیاز و ادرک کا استعمال:- معاشرتی اور مجلسی نقطۂ نظر سے پیاز کا استعمال ناگوار محسوس کیا جاتا ہے لیکن طبی تحقیقات سے معلوم ہو رہا ہے کہ انکا استعمال بہت ہی مفید ہے اور اب یورپ کے ممالک میں دوبارہ انکا استعمال بڑھ رہا ہے۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ چیزیں جراثیم کش اثر رکھتی ہیں۔ وہ جوہر جو ان چیزوں میں ہوتا ہے اور جو آنکھوں میں پہونچکر ہمارے آنسو نکالدیتا ہے بیماریوں کے کیڑے مارنے میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسلئے ان کا استعمال اب یورپ کے اکثر ہوٹلوں اور آرام گاہوں میں کثرت سے کیا جا رہا ہے۔ (رسالہ ہمدرد صحت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاکوری اخبار

جلد	کاکوری پنجشنبہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۴۰ء	نمبر ۲

کچھ اخبار کے متعلق

ہمارے پاس بعض ارباب وطن کی زبانی اور تحریری تحریکیں اور تجاویز آئی ہیں جنکا ہم شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک تحریر کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہیں اور ناظرین کرام و ہمدردان اخبار سے استصواب اسے چاہتے ہیں اور اپنی رسالے اریز رور رکھتے ہیں کیونکہ اسوقت ہمارا اظہار خیال کرنا اسلئے مناسب نہوگا کہ ہمیں گذشتہ اشاعت میں جو کچھ لکھنا تھا وہ ناظرین کرام کے سامنے پیش کر چکے۔ ہاں البتہ اخبار کے دور جدید کا چار سالہ مختصر گوشوارہ درج کر دینا اپنے ارباب وطن کی آگاہی اور اطلاع کیلئے ضروری سمجھتے ہیں جس سے اندازہ ہو سکے کہ اخبار کو زندہ رکھنا کہانتک خاکسار اڈیٹر کے تنہا بس کی بات ہے جبتک ہمارے ارباب وطن ہماری امداد و اعانت نہ فرمائیں اور اخبار کے زندہ رکھنے کے وسائل نہ پیدا کریں جو خریداروں میں اضافہ کی کوشش کرنے پر منحصر ہے۔

	تعداد خریداران	تعداد ادا کنندگان	تعداد بقایا داران	آمدنی	مصارف
سنہ ۱۹۳۶-۳۷ء	۱۹۰	۱۱۰	۸۰	۳۶۵/۱۲/۹	۳۱۲/۶/۶
سنہ ۱۹۳۷-۳۸ء	۱۲۴	۹۱	۳۳	۳۰۶/۴/۰	۲۹۶/۵/۹
سنہ ۱۹۳۸-۳۹ء	۱۰۹	۸۹	۲۰	۲۵۶/۰/۰	۲۳۴/۱۵/۳
سنہ ۱۹۳۹-۴۰ء	۹۷	۶۷	۳۰	۲۳۳/۰/۰	۲۱۶/۶/۹

ارباب وطن کی بے توجہی اور کاغذ و سامان طباعت کی گرانی ستم بالائے ستم۔ رعایتی و اعزازی کی تعداد بھی خاصی ہے جن پر ٹکٹ کے مصارف بھی دفتر کے ذمہ۔ اب ناظرین کرام اور ارباب وطن خود فیصلہ کریں اور کرمفرما کی تجویز پر اظہار رائے فرمانے کے ساتھ ہمکو بھی مشورہ دیں کہ آئندہ ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ ہم اسکا اظہار بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ ہمکو اپنے وقت اور دوا دوش کا معاوضہ لینا نہیں ہے البتہ یہ خواہش ضرور ہے کہ اتنا ہو جائے کہ ہمکو ایک تنخواہ دار مددگار ملجائے جو اب بڑھاپے اور انحطاط کے زمانہ میں ہماری معاونت کر سکے اور بس۔ اس سے یہ ہوگا کہ صرف تنہا ہماری ذات پر کام کا بار اور دوا دوش کی محنت نہ رہیگی اور ہم ہاتھ پیر دن اور قلم سے خدمت وطن کر سکیں گے۔ ہمکو امید ہے کہ ہمارے مذکورہ بالا گوشوارہ پر کافی غور کے بعد محبان وطن کافی اثر لیں گے اور نتائج مفید برآمد ہونگے۔ اس موقع پر ہم بعض اُن مخلصین کا بدل شکریہ ادا کرتے ہیں جو کئی سال سے ایک کے بجائے دو چندے بھیج رہے ہیں کہ کسی ایک غیر مستطیع شخص یا دو نصف نصف چندہ ادا کرنے والوں کے نام اخبار جاری کر دیا جائے۔

نقل خط منشی رفیق احمد صاحب علوی بی۔ اے۔

"کرمی اڈیٹر صاحب کاکوری اخبار۔ آپ کا اخبار چونکہ وطن کی خبروں کیلئے مخصوص ہے اسلئے میری رائے میں اس مختصر اخبار میں مضامین کا چھپنا بالکل بے موقع ہے۔ اخبار کی ضخامت لمبے چوڑے مضامین کی متحمل نہیں ہوتی جسکی وجہ سے پورے مضامین پڑھنے کیلئے پندرہ دن کا انتظار کرنا پڑتا ہے اور مضامین کا لطف جاتا رہتا ہے اسلئے کاغذ وغیرہ کی گرانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اخبار کی ضخامت بجائے ۸ صفحے کے دو صفحے یا زیادہ سے زیادہ چار صفحے کر دیجائے تو نامناسب نہوگا لیکن اخبار کی مالی حالت کو دیکھتے ہوئے چندہ میں کوئی کمی نہ کیجائے بدستور تین روپیہ سالانہ چندہ اخبار قائم رکھا جائے مجھکو امید ہے کہ میری اس تجویز پر غور کر کے برادران وطن و ہمدردان اخبار اپنی رائے تائید میں ظاہر فرما کر مشکور کرینگے"۔

منن میاں مرحوم

جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر عرف منن میاں کے انتقال کی خبر ہم نے گذشتہ اشاعت میں درج کی تھی۔ اس حادثہ فاجعہ سے عام طور پر رنج و غم کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ جناب مولانا مرحوم بڑی

بڑی خوبیوں کے شخص تھے اور بڑے منتظم اور صائب الرائے سمجھے جاتے تھے۔ خلق وسیع تھا اور ہر وارد و صادر کے حال پر عنایت و شفقت فرماتے تھے اور خاندانی روایات اور اپنے بزرگوں کے طور و طریقہ پر سختی سے عامل تھے جو طرز عمل جس خاندان یا فرد سے اپنے برادر بزرگ سے دیکھا یا سنا تھا وہی برتاؤ اپنی پنجسالہ سجادگی میں جاری رکھا۔ آپ حضرت مولانا حافظ شاہ علی انور قلندر رح کے منجھلے صاحبزادے تھے [illegible] شوال [illegible]ھ کو جمعرات کے دن پیدا ہوئے۔ نظام الدین تاریخی نام تھا مگر من میاں کا عرف عام ایسا مشہور ہوا کہ عوام اصل نام کو بھول گئے۔ کمسنی سے ذہانت، جودت اور طباعی کی شہرت تھی۔ فارسی و عربی کی ابتدائی کتابیں شرح جامی تک اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ انکے وصال کے بعد فقہ و حدیث، تفسیر و تصوف کی تحصیل اپنے برادر عالیقدر جناب شاہ حبیب حیدر قلندر رح سے کی۔ خلافت اپنے والد بزرگوار سے بھی حاصل تھی مگر [illegible] جمادی الاول [illegible]ھ کو حضرت مولانا شاہ حبیب حیدر قلندر رح کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کی اور اجازت خلافت سلاسل سبعہ سے سرفراز ہوئے [illegible] سال کی عمر سے تصنیف و تالیف کا شوق تھا۔ تصوف کی بہت سی نایاب کتابوں کا ترجمہ کیا اور ایک جامع اور مبسوط تاریخ بزرگان سلسلہ قلندریہ کی موسوم بہ نفحات العنبریہ تالیف فرمائی اور اسکا رواں ترجمہ اذکار الابرار کے نام سے گذشتہ سال شائع ہوا ہے جسکو مرحوم کی آخری تصنیف سمجھنا چاہئے۔ ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ کو جمعرات کے دن آپ کی شادی منشی عبد العلی مرحوم کی چھوٹی صاحبزادی سے ہوئی چار لڑکیاں اور دو صاحبزادے مولوی مصطفےٰ حیدر عرف اڈہن اور حافظ مجتبےٰ حیدر عرف مجن موجود ہیں (خداوند کریم دونوں کم عمر بچوں کی عمروں میں برکت دے اور صاحب علم و عمل فرمائے) اپنے برادر عالیمرتبت حضرت شاہ حبیب حیدر قلندر رح کے وصال کے تیجے کے سوم کے دن [illegible] ربیع الاول [illegible]ھ کو آپنے ترک لباس کیا خرقہ خلافت پہنا اور سجادہ نشین آستانہ کاظمیہ ہوئے۔ بیشتر وقت تصنیف و تالیف و اشغال و اذکار خاندانی میں صرف فرماتے تھے مریدین و طالبین کی تعلیم و تربیت اپنے چھوٹے بھائی جناب حافظ شاہ علی حیدر قلندر عرف چن میاں کے سپرد فرما دی تھی۔ بذات خود کسی کو مرید نہ فرماتے تھے اس پنجسالہ مدت سجادگی میں صرف چند اشخاص کو مرید کیا تھا۔ مزاج عرصہ سے ناساز رہتا تھا۔ دس بارہ برس سے مختلف امراض کا شکار تھے۔ کان کے نیچے برسوں سے ایک پھوڑی تھی جس سے اذیت رہتی تھی اسکے بعد بینائی کی شکایات پیدا ہوئیں جگر میں خرابی آئی امراض و آلام نے نہایت ضعیف کر دیا۔ باوجود نقاہت و کمزوری کے یہ عادت تھی کہ مقررہ اوقات میں روزانہ سجادہ پر تشریف رکھتے اور درگاہوں وغیرہ کے انتظامات بنفس نفیس کرتے تھے۔ یوں تو دوا کا استعمال کچھ نہ کچھ ہمیشہ ہی رہتا تھا۔ لیکن ۸-۱۰ ماہ سے پیٹ کے درد وغیرہ کی تکلیف شروع ہوئی۔ دوا اور علاج میں کوئی کوتاہی نہیں ہوئی مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر کار بیماریوں کی ریاضت اور مجاہدات نے منازل سلوک کی تکمیل کرا دی اور ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ (۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء) بروز یکشنبہ کو برادر بزرگ کے فاتحہ کے دوسرے دن پونے چار بجے صبح صادق کے وقت طائر روح قفس عنصری سے آزاد ہو کر نشیمن فردوس میں داخل ہوا۔
افسوس صد ہزار افسوس۔ رو دے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد۔

آجکل کی افسانہ نگاری

(از حسن ابن ضیا صاحب علوی ضیا کاکوروی)

نوٹ :- یہ بزم ادب اردو کے افتتاحی جلسے میں پڑھا گیا تھا اور بہت پسند کیا گیا۔

اس موضوع پر جتنا لکھا جائے کم ہے یہاں صرف تھوڑا سا بتانا کافی ہے ورنہ مضمون تو بہت دقیق ہے۔ فسانہ نگاری پرانا آرٹ ہے انجیل کی کہانیاں دنیا کے بہترین افسانے ہیں اسی طرح الف لیلہ کے قصے دنیا کے بہترین افسانے ہیں ان سب میں وہ تمام ضروری باتیں پائی جاتی ہیں جن پر فسانہ نگاری کا دارومدار ہے وہ سادہ طرز پر نہایت خوبی سے لکھے گئے ہیں مگر آجکل کی فسانہ نگاری کی بیسویں صدی کے شروع میں ابتدا ہوئی۔ فسانہ نگاری میں چونکہ انسانی زندگی کے کسی نہ کسی پہلو پر روشنی ڈالی جاتی ہے اسلئے

اسکی بہت سی قسمیں ہیں مگر فسانہ نگاری کیلئے خاص باتیں معین ہیں جنپر فسانہ نگاری کا دارومدار ہے اور ان قاعدوں سے فسانہ کا کھوٹا یا کھرا ہونا معلوم ہو سکتا ہے۔ آجکل فسانہ کا مطمح نظر صرف عجیب قصہ گوئی ہوتا ہے اور بس۔ جو صرف دل کو خراب کرتا ہے دماغ کو درست نہیں کرتا۔ خطرناک جذبات کو ابھارتا ہے دماغ پر اچھا اثر نہیں کرتا واقعات کی صحیح اور سچی مصوری نہیں کرتا۔ کردار نگاری کا مفہوم تو سمجھتے ہی نہیں اور نہ عام طور پر اصلی واقعات ہوتے ہیں اگر ہوں بھی تو انکو جھوٹ سمجھ کر یقین کرنا فضول ہے۔ عورتیں تو عورتیں مرد اور پھر تعلیم یافتہ مرد فسانے کو سچا سمجھ کر بگڑتے ہیں اور کرداروں میں اپنی صورت دیکھ کر کہتے ہیں "بدلو نگا کوئی اور لکھے تو وہ بگڑے گا" ارے صاحب بگڑنے کی وجہ لکھئے مگر سچے جذبات کی ترجمانی کیجئے گل و بلبل کے فسانے نہ لکھئے اب اسکا وقت نہیں ہے۔ بہترین فسانہ وہ ہے جس میں (۱) ایک قسم کا خیال شروع سے آخر تک پایا جائے اور ہیرو کی زندگی کا کوئی ایک پہلو لیا جائے کئی پہلو پر روشنی ڈالنے سے وہ فسانہ نہیں رہتا بلکہ ناول کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ (۲) افسانہ اسی حد تک افسانہ ہے جہانتک اسمیں خارجی واقعات اور زندگی کی تصویر ہوتی ہے جہاں سے اندرونی جذبات اور احساسات شروع ہو جاتے ہیں وہاں شاعری کی سرحد آجاتی ہے (۳) ایک یا زیادہ سے زیادہ چار کرداروں پر روشنی پلاٹ میں ڈالنا چاہئے اسی سے پلاٹ مضبوط ہو جاتا ہے۔ شروع عمدہ ہو اور بیچ میں کمزور پلاٹ نہو اور آخر میں ختم عمدہ طرح سے کرنا چاہئے (۴) پلاٹ سادہ اور عمدہ ہونا چاہئے (۵) واقعات بتا کر پڑھنے والوں کو آگے آنیوالے واقعات کے سوچنے کا موقع دینا چاہئے اور نتیجہ انپر چھوڑنا بہتر ہے ایسا ہو کہ تھوڑا پڑھنے کے بعد انسان کے دماغ میں وہ واقعات خود بخود آجائیں جو آئندہ وہ پڑھے (۶) کردار جو زبان بولیں وہ انھیں کیلئے مخصوص ہو ایسا نہو کہ خادم کے الفاظ بادشاہ ادا کرے یا بادشاہ کے الفاظ خادم کے منہ سے نکلیں ہر ایک کے الفاظ مخصوص اور جدا ہونا چاہئے۔ اگر جانور بھی کام کریں تو وہ فطری ہونا چاہئے۔ فسانہ نگاری میں اکثر پلاٹ سوچکر کرداروں سے کام لیا جاتا ہے اور بعض وقت کردار کام کرتے کرتے پلاٹ خود بخود پیدا کر لیتے ہیں۔ جہاں تک ہر فسانہ زندگی کا فسانہ شیریں و کوہکن ہے۔

قصے یا فسانے کسی نہ کسی مشاہدہ یا تجربہ پر مبنی ہونا چاہئے اسمیں ڈرامائی کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کرنا چاہئے مگر واقعات کے اظہار میں کہانیاں یا فسانہ نہ لکھنا چاہئے جبتک اس قسم کی کوئی بنیاد نہ ملے قلم نہ اٹھایا جائے۔ زمین تیار ہونے پر کیریکٹروں و کرداروں کی تخلیق کرنا چاہئے۔ تاریخی واقعات پڑھکر پلاٹ لینا چاہئے لیکن کوئی واقعہ اچھا اور سچا صفحوں میں فسانہ نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ وہ کسی نفسیاتی حقیقت کا اظہار نہ کرے۔ میں نے مذکورہ بصدر اصول کو پیش نظر رکھکر جب کبھی افسانہ لکھا پابندی کی ہے اور جسکو میں نے فسانہ نگاری کا معیار سمجھا ہے۔ اب یہ کہ میرے افسانوں کو ناظرین نے کن اصولوں کو مدنظر رکھکر پڑھا اور رائے قائم کی یہ انکا فعل ہے۔

وطن کی خبریں

نوٹ:- اعزا احباب و جملہ اہل وطن سے گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ اڈیٹر

موسم:- گرمی اپنے پورے شباب پر ہے۔ گذشتہ عشرہ میں کئی دن بہت سخت لو چلی تھی۔ ۱۰ بجے کے بعد ہواؤں میں کافی گرمی پیدا ہو جاتی ہے اور دھوپ بھی بہت تیز ہوتی ہے۔ البتہ ابھی تک رات پر سکون طریقہ پر گذرتی ہے صرف مچھروں کی یورش سے تکلیف ہوتی ہے ابھی تک پانی خوب ٹھنڈا ہوتا ہے کہ برف کی ضرورت نہیں ہوتی

خربزہ کی فصل شروع تو ہو گئی ہے لیکن اچھے پھل نہیں ملتے سنا جاتا ہے کہ عام طور سے باڑیوں میں کوئی بیماری پیدا ہو گئی ہے

آب و ہوا:- فصلی بخار اور ملیریا کی شکایت سنی گئی ہیں۔ چیچک کی ہوا ابھی ہے۔ بچھ لڑکوں کے متعلق بدہضمی ہونے کی بھی اطلاعات ملی ہے۔ لو لگنے کے واقعات بھی کئی ہو چکے ہیں۔

زیارات مصرے شریف:- حسب دستور قدیم ۱۱ ربیع الاول کو

تجہیز تلہ (زنانہ میں) ۱۲ر ربیع الاول کو تکیہ شریف پر (مردانہ میں) ۲۴ر ربیع الاول مولوی محلہ (مردانی و زنانی) زیارتیں ہوئیں۔ تینوں جگہ مجمع کثیر تھا۔

زنانہ مسلم لیگ :- ۳ر مئی سنہ ؁ کو بمقام مولوی محلہ (بارہ دری جناب قاضی القضات بہادر مرحوم) میں خواتین کا ایک جلسہ عام زیر صدارت غوثیہ ناز عباسی ہمشیرہ مولوی عبدالرؤف عباسی اڈیٹر روزنامہ حق لکھنؤ انعقاد پذیر ہوا تھا۔ مقررین میں جناب صدر کے علاوہ بیگم عبدالحفیظ سکریٹری خواتین مسلم لیگ لکھنؤ بیگم قاضی راشد علیخاں عباسی باقاعدہ تحریک و تائید صدارت کے بعد جلسہ کی کارروائی بیگم عبدالحفیظ نے تلاوت کلام پاک سے شروع کی اور مہمانان عزیز ہمشیرہ عبدالرؤف و بیگم عبدالحفیظ کو ہار پہنائے گئے۔ اولاً رضاکار لڑکیوں نے ترانہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" پڑھا۔ بعدہ بیگم قاضی راشد علیخاں عباسی نے ہر دو مہمانوں کا حاضرین سے تعارف کراتے ہوئے اپنی پرجوش تقریر میں مسلم لیگ کے اغراض و مقاصد بیان کئے اور خواتین کو مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی دعوت دی اسکے بعد بیگم عبدالحفیظ نے اپنی مدلل پُرمغز تقریر میں اتحاد و اتفاق کی تلقین کرتے ہوئے کانگریس کی بے راہ روی اور قومیت پرستی کے دعووں پر شدید نکتہ چینی کی اور خواتین سے اپیل کی وہ وقت کی نزاکت و اہمیت کو محسوس کریں اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں۔ آپ کی تقریر کا حاضرین پر بہت اچھا اثر ہوا اور جوش و خروش کی لہر دوڑ گئی اور اللہ اکبر، مسلم لیگ زندہ باد۔ قائد اعظم زندہ باد کے نعروں کی آوازیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ بیگم حفیظ کی تقریر کے بعد جناب صدر صاحبہ نے حالات حاضرہ پر اظہار خیالات فرماتے ہوئے حاضرین خواتین سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلم لیگ میں شامل اور سبز ہلالی پرچم کے نیچے جمع ہونے کی اپیل کی۔

بہت سی خواتین اسیوقت ممبر بنگئیں۔ بیگم قاضی راشد علیخاں کی تحریک پر جلسہ میں عہدداران و ممبران مجلس عاملہ کا انتخاب عمل میں آیا (صدر)، بیگم ڈاکٹر حکیم احمد علوی (نائب صدر)، بیگم سمیع الدین و بیگم شاہ فصاحت علی (سکریٹری)، بیگم قاضی راشد علی خان (جوائنٹ سکریٹری)، دختر ڈاکٹر حکیم احمد علوی و دختر منشی سمیع الدین (ممبران)، بیگم مولوی نظم الدین حیدر۔ بیگم مولوی حسین احمد مرحوم۔ بیگم مولوی احتشام الدین۔ بیگم شیخ شوکت علی۔ بیگم ڈاکٹر مشتاق احمد۔ بیگم حکیم محمد اسمٰعیل خاں۔ بیگم مولوی حبیب الدین۔ خزانچی کا انتخاب بعد میں ہوگا۔

جلسہ میں دو رزولیوشن بھی پیش ہو کر بالاتفاق منظور ہوئے تھے (۱) تعزیت بر انتقال بیگم صاحبہ نواب محمد اسمٰعیل خانصاحب صدر صوبہ مسلم لیگ یو۔ پی (۲) بچوں اور بچیوں کو بامعنی کلام پاک کی تلاوت کیلئے جلد انتظام کرنے کے متعلق۔

ختم جلسہ سے قبل کچھ لڑکیوں نے اپنے نام بحیثیت رضاکار درج کرائے دختر مولوی نظم الدین حیدر۔ دختر منشی سمیع الدین۔ دختر منشی حبیب الدین کرمانی۔ دختر ڈاکٹر سید محمد ہاشم۔ دختر حافظ حبیب علی۔ (دو لڑکیوں نے اور بھی اپنے نام درج کرلئے تھے جنکی تفصیل نہ معلوم ہوسکی)

صدر و حاضرین کے شکریہ پر جلسہ برخاست ہوا اور تمام خواتین نے موئے شریف کی زیارت کی جسکا انتظام ہر سال مقامی مسلم لیگ کے سرگرم رکن مولوی سید محمد مشیر الدین صاحب بہ وسیع پیمانہ پر کرتے ہیں اور موصوف نے از راہ عنایت اس اجتماع سے فائدہ اٹھانے ہی کا صرف موقع نہیں دیا بلکہ خواتین کے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی ہر امکانی مدد بھی دی۔ ساتھ ہی کاکوری مسلم لیگ کے باوردی نیشنل گارڈ کو بھی میری طلب پر جلسہ گاہ کے باہر متعین فرمایا جنہوں نے جلسہ گاہ کو جھنڈیوں اور سبز ہلالی پرچموں سے خوب آراستہ کر دیا تھا۔ اور دونوں معزز مہمانوں کے جلسہ گاہ میں پہونچنے پر باقاعدہ سلامی بھی دی تھی۔ باوردی نیشنل گارڈ اور بچہ نیشنل گارڈ (جو زیر تربیت ہیں) نے اپنے خاص انداز میں باری باری ترانہ "مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ" پڑھکر حاضرین کو محظوظ کیا۔

(سکریٹری خواتین مسلم لیگ کاکوری)

جلسۂ سیرت :- مقامی سیرت کمیٹی کے زیر انتظام ۵ر مئی سنہ ؁ مطابق ۲۶ر ربیع الاول بروز یکشنبہ ۸ بجے شب کو جلوخانہ مولوی رشید الدین خاں مرحوم واقع مولوی محلہ (لال علی) کے وسیع صحن میں ایک جلسہ عام بصدارت قاضی راشد علیخانصاحب عباسی بی۔ اے

منعقد ہوا تھا۔ مولانا عبدالسلام ندوی اور مولانا ابوالحسن عرف علی میاں ندوی لکھنؤ سے جلسہ میں سیرۃ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم بیان فرمانے کیلئے تشریف لائے تھے۔ کارروائی جلسہ تلاوت کلام پاک سے شروع ہوئی اولاً جناب صدر نے معزز مہمانان کا تعارف حاضرین سے کراتے ہوئے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی۔ اسکے بعد ہر دو مولانا صاحبان نے یکے بعد دیگرے اسلام کی تدریجی ترقی اور اسکی حقانیت پر کافی روشنی ڈالی اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے اسوۂ حسنہ پر مبسوط تقریریں کیں۔ آخر میں منشی محب الرحمٰن علوی نے ایک نعتیہ نظم خوش الحانی سے پڑھکر حاضرین کو محظوظ کیا۔ ختم جلسہ سے قبل سکریٹری (قاضی انتظار علی خاں عباسی بی۔ اے) نے اپنی مختصر تقریر میں ایسے جلسوں کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اسوۂ رسول اللہ کی پیروی کرتے ہوئے اپنے کو صحیح معنے میں مسلمان ثابت کرکے وقار و اعتبار قائم کریں۔ معزز صاحبان حاضرین جلسہ اور مہتممان جلسہ و قائم مقام امیر جماعت (قاضی راشد علیخاں عباسی) کا شکریہ ادا کیا اور حسب اجازت جناب صدر جلسہ برخاست ہونے کا اعلان کیا۔ جلسہ گاہ کو بہت خوبصورتی سے آراستہ کیا گیا تھا۔ روشنی اور برف کے پانی کا کافی انتظام تھا۔ پردہ دار خواتین کیلئے علیحدہ معقول انتظام تھا۔ قصبہ کے تعلیم یافتہ ہندو صاحبان کی عدم شرکت جلسہ کا افسوس ہوا۔ (انتظار علی عباسی سکریٹری سیرت کمیٹی)

جلوس مدح صحابہ:۔ زیر سرکردگی منشی احترام علی علوی منشی مشکور علی علوی، منشی سعید احمد علوی ۶ رمئی کو ۴ بجے سہ پہر کو مسجد کٹرہ بازار سے مدح صحابہ کا ایک جلوس ترتیب دیکر متعدد جھنڈوں کے ساتھ تمام قصبہ میں رات گئے تک گشت کرایا گیا اور وہ نظمیں جو لکھنؤ کیلئے مرتب و تصنیف کیگئی ہیں کورس کے ساتھ پڑھی جاتی تھیں۔ لکھنؤ اور خاص پور سے پرتلے ڈھے ہوئے ٹولیاں شرکت کیلئے آئی تھیں۔ کل مجمع جلوس کے ساتھ ۵۰۰۔۶۰۰ افراد پر مشتمل ہوگا۔ سنا ہے آٹھ کو مسجد میں ایک جلسہ بھی ہوا تھا۔

تقریبات:۔ (۱) بابو کنہیا لال (محلہ کایستھان) کی صاحبزادی کا عقد بابو مہابیر پرشاد خلف کنور بہادر کے ساتھ ۸ر مئی ۱۹۳۰ء کو ہوا۔ بارات کانپور گرڈیہ محال سے آئی تھی۔ حسب رواج تین دن بارات کا قیام رہا بابو کنہیا لال کی جانب سے باراتیوں کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا۔ ۱۰ رمئی کی صبح کو رخصتی عروس عمل میں آئی اور بارات رخصت ہوئی۔

(۲) ۱۳ر مئی ۱۹۳۰ء کو چودھری عاشق علی خلف چودھری مظفر علی پنشنر سب انسپکٹر کا نکاح بمقام موضع بھٹ گاؤں شیخ یاد علی صاحب کی دختر نیک اختر سے ہوا اور اُسی دن شام کو دلہن کاکوری بیاہ کر آئی دوسرے دن ۱۴ رمئی کو چودھری مظفر علی نے اپنے اعزاء اہل برادری اور احباب کو پر تکلف دعوت ولیمہ دی تھی۔

تبادلہ:۔ حیدرآباد سے حسب ذیل تبادلوں کی اطلاع ملی ہے منشی مسعود احمد سررشتہ دار عدالت منصفی آشٹی ضلع بیڑ سے بلدہ خاص عدالت العالیہ میں اور بابو رام نرائن لال کمر سے، تحصیلدار جالنہ سے کنٹر تبدیل ہوگئے۔

معاودت وطن:۔ مولوی قمر الدین علوی (زانذیر ضلع سورت سے۔ نقی علی علوی دکن سے آگئے ہیں۔ رفیق الدین احمد علوی بی۔ اے دہلی سے دور روز کیلئے وطن آئے تھے واپس دہلی گئے۔ ڈاکٹر مشتاق احمد علوی ایم بی بی ایس کلکتہ سے اور حکیم مولوی حکیم الدین صاحب علوی برق فرخ آباد سے آگئے ہیں۔

تتمہ فہرست طلبہ جو ۱۹۳۰ء میں شریک امتحانات ہوئے

(۱) غلام احمد علوی فرحت بی۔ اے (فائنل)، پرائیویٹ لکھنؤ یونیورسٹی (۲) چودھری وقار احمد صدیقی ایف۔ اے (سال دوم)، ریڈ کرسچین انٹر کالج۔ لکھنؤ (۳) غلام مرتضے (دولی نگر) میٹرک (فائنل)، ریڈ کرسچین انٹر کالج لکھنؤ (۴) عبد القدیر (قاضی گڑھی) میٹرک (فائنل)، اسلامیہ ہائی اسکول لکھنؤ (۵) ظہور احمد (ہوده) میٹرک (فائنل)، اسلامیہ ہائی اسکول لکھنؤ۔

نتائج امتحانات:۔ حسب ذیل طلبہ کی کامیابی امتحانات کی اطلاع ملی ہے:۔ اخلاق احمد علوی بی۔ اے (آنرز)، رفیق احمد علوی (غلام احمد فرحت علوی و محمد فصیح علوی بی۔ اے (فائنل)، چودھری وقار احمد صدیقی ایف۔ اے (سال دوم)

صحت و تندرستی:۔ (۱) چودھری وقار احمد صدیقی (چودھری محلہ)

متعلق معلوم ہوا کہ کچھ روز سے حرارت ہی ہے اُسکے بعد بخار آنے لگا تھا اطبانے آنتوں کی شکایت تجویز کی تھی۔ علاج ہو رہا ہے بمقابلہ پہلے کے افاقہ ہے۔

(۲) مولوی تحسین الدین علوی بی۔اے کے متعلق سنا گیا ہے کہ حرارت قائم ہو گئی تھی اور ضعف کافی ہو گیا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے علاج ہو رہا ہے۔ بخار میں کچھ فرق پیدا ہوا ہے۔

(۳) حکیم مولوی حکیم الدین صاحب علوی کی شکایت میں سکون ہونا معلوم ہوا ہے اور ضعف میں بھی کمی ہے۔

علالتیں:۔ (۱) اہلیہ شیخ شاہد علی (ملاٹولہ) کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ آجکل انجکشن ہو رہے ہیں۔ بخار تو اب نہیں اور کھانسی میں بھی کمی ہے البتہ منہ کے چھالوں کی تکلیف بدستور ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل شکایت معدہ و جگر کی اصلاح نہیں ہوئی ہے اللہ تعالیٰ صحت کاملہ عطا فرمائے۔

(۲) والدہ مولوی خلیل احمد عباسی کی شکایات بدستور ہیں کسی دن زیادتی ہو جاتی ہے اور شدید دورہ قلبی پڑتا ہے اور کسی دن طبیعت چاق رہتی ہے یونانی علاج ہو رہا ہے۔ اب لکھنؤ گئی ہیں ہومیوپیتھک علاج کا قصد ہے۔ خداوند کریم اس طریقہ علاج سے صحت کلی عطا فرمائے۔

(۳) اہلیہ شاہ فصاحت علی کو گذشتہ ہفتہ میں پھر قلبی تکلیف کا شدید دورہ ہوا تھا۔ طبیب معالج نے سکون سے لیٹے رہنے کی ہدایت کی ہے۔ سُنا ہے کہ بارہ بنکی لیڈی ڈاکٹر کے علاج کیلئے جانیوالی ہیں۔ باری تعالیٰ صحیح و تندرست فرمائے۔

متفرقات:۔ (۱) دریافت ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے جو ریڈیو سٹ قصبہ کی عام پبلک کے فائدہ کیلئے کاکوری میں بھیجا تھا اور جو جناب منشی احتشام علی صاحب کی کوٹھی کے ایک حصہ میں لگا ہوا تھا واپس منگا لیا۔ کن اسباب کی بنا پر اسکی تفصیل ابھی معلوم نہیں ہوئی

(۲) سنا گیا ہے کہ شیخ شاہد علی (ملاٹولہ) کاکوری سے لکھنؤ گذشتہ عشرہ میں جا رہے تھے راستہ میں چند بدمعاشوں نے یکہ روک کر نہ صرف نقدی ہی وصول کی بلکہ تمام کپڑے بھی اُتروا لئے صرف ایک لنگی بندھوا کر جانے کی اجازت دی۔ شاہد علی صاحب کیلئے اسوقت جبکہ وہ اپنی اہلیہ کی علالت اور مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں یہ افتاد بہت زیادہ باعث تکلیف ہوئی ہوگی۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ منشی اقبال احمد علوی خلف ڈاکٹر حکیم احمد علوی جو ایک سال سے ریڈیو کی ٹریننگ کے سلسلہ میں کلکتہ میں مقیم تھے اب ریاست جودھپور کے ریڈیو اسٹیشن پر تعینات ہوئے ہیں۔ اللہ مبارک کرے۔

(۴) ہمکو یہ سُنکر بڑی خوشی ہوئی کہ ہمارے وطن کے نوجوان ادیب قادری مشیر احمد علوی ناظر بی۔اے (علیگ) کتاب "ہندادب" کی تالیف کے بعد (جو حال میں شائع ہوئی ہے) اب مشہور مستشرق گارسن ڈی تاسی کے خطبات پر تبصرہ لکھ رہے ہیں جو طویل ہونے کی وجہ سے کتابی شکل میں پیش کیا جائیگا اور عنقریب طبع ہو کر پبلک کے ہاتھوں میں پہونچے گا۔ متعدد فٹ نوٹس اور حاشیوں سے کتاب کو دلچسپ بنا دیا گیا ہے۔

حادثات:۔ (۱) ۵ مئی سنہ۴۷ء بروز یکشنبہ بیوہ منشی واحد علی مرحوم (ناٹولہ) نے جنکی علالت کی اطلاع گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکی ہے ۱۰ بجے صبح کو بعمر تقریباً ۵۰ سال رحلت کی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ بڑی نیک اور غریب پرور بیوی تھیں سرمہ اور مختلف گھریلو دوائیں عام طور پر لوگوں کو تقسیم کرتی تھیں جنسے مریضوں کو فائدہ ہوتا تھا۔ مرحومہ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ تین صاحبزادیوں میں دو بقید حیات ہیں (اہلیہ منشی وجیہ الحسن و اہلیہ حکیم مشیر الحسن) بڑی بیٹی (اہلیہ خانصاحب مولوی ضیاء الحسن علوی ایم اے) کے انتقال کے بعد سے بہت افسردہ و مغموم رہتی تھیں جنکی یادگار حسن ابن ضیا علوی سلمہ کو بہت چاہتی تھیں۔ ہم کو اس حادثہ میں مرحومہ کے بھائی جناب منشی احتشام علی صاحب بہن بیوہ منشی سخاوت علی مرحوم اور دونوں صاحبزادیوں و دیگر اعزہ سے دلی ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت نصیب کرے اور پسماندگان کو صبر عطا فرمائے۔ مرحومہ کی تدفین شب کو ۱۰ بجے خاندانی قبرستان میں ہوئی۔

(۲) حافظ عبدالرحیم (محلہ ساگر) نے ۹ مئی سنہ ۴۰ء کو بمقام لکھنؤ طویل علالت کے بعد انتقال کیا۔ لاش کاکوری لائی گئی اور خاندانی قبرستان میں دفن کی گئی۔ مرحوم فوجی دفاتر میں ملازم رہے تھے اور عرصہ سے پنشن یاب ہو کر وطن آ گئے تھے اور یہاں کچھ روزگار بھی کیا تھا لیکن اب عرصہ سے لکھنؤ میں مقیم تھے مرحوم بہت نیک اور ملنسار تھے۔ ہم مرحوم کے بھائی منشی عبدالکریم تحسن غمزدہ بیوہ اور دیگر پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے صبر و سکون حاصل ہونے اور مرحوم کی بخشایش کی خداوند کریم سے دعا کرتے ہیں۔

اعراس:۔ حضرت شاہ محمد کاظم قلندر قدس سرہ کا عرس ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۹ھ (۲۹ مئی سنہ ۴۰ء) بروز چہارشنبہ شروع ہوگا۔ پہلی محفل سماع بعد نماز عصر ہوگی اور ۲۱ ربیع الثانی بروز پنجشنبہ قل ہوگا۔ حضرت شاہ تراب علی قلندرؒ کا قل ۲۲ ربیع الثانی (۳۱ مئی) بروز جمعہ بعد نماز جمعہ ہوگا۔

اطلاع:۔ گرانی کاغذ و سامان طباعت وغیرہ کی وجہ سے عرس نمبر شائع نہ ہوگا۔ ناظرین انتظار نہ فرمائیں۔

منیجر کاکوری اخبار

گذارش

۳۰ اپریل سنہ ۴۰ء کو اخبار کا سال ختم ہو چکا۔ جو معاونین شروع اشاعت سے خریدار ہیں وہ سال رواں (مئی سنہ ۴۰ء لغایۃ اپریل سنہ ۴۱ء) کا چندہ حسب دستور روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ اور بعض وہ خریدار جو کسی وجہ سے گذشتہ سال کا چندہ ابتک نہیں بھیج سکے ہیں بقایا و حال دونوں رقومات شامل کر کے بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں

المعلن

منیجر کاکوری اخبار

ریونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین چھپوا کر دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال باغ) کاکوری سے سید محمد مشیرالدین نے شائع کیا۔